حضرت اقدس پیرو مرشد مولانا سید حامد میاں صاحب رحمہ اللہ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہ نامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

بعض اِسلامی تعلیمات مسلمانوں کی فطرت کا حصہ بن گئیں

غریب واَمیر ہر شخص سنت پر عمل کر سکتا ہے۔ مہر زیادہ رکھنا اِسلام نے پسند نہیں کیا

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 42 سائیڈ B 1984 - 12 - 28)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھے جنت دکھائی گئی تو میں نے دیکھا کہ وہاں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں اور حضرت انس رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ ﷺ کے خادمِ خاص ہیں۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی مسلمان تھیں ان کے شوہر کی وفات ہوگئی یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ کے والد کی۔

حضرت اُمِ سلیم کی نکاح کے لیے شرط :

ابوطلحہؓ نے ان سے شادی کرنی چاہی تو انہوں نے کہا کہ نہیں جب مسلمان ہو جاؤ گے تو میں نکاح کروں گی تو یہ مسلمان ہوگئے۔

اِسلام کی خوشی میں مہر چھوڑ دیا :

اُنھوں نے جب اسلام قبول کرلیا تو پھر اِنھوں نے ان سے اظہارِ مُسرت کے طور پر یہ کہا کہ میں تم سے مہر طے

ہی نہیں کرتی، تمہارے اسلام کی وجہ سے میں مہر چھوڑتی ہوں۔

مہر کا مسئلہ : ضروری وضاحتیں :

اَب یہ ہے کہ مہر کا مسئلہ اگر مہر طے نہ کیا جائے ذکر ہی نہ کیا جائے اس کا تو پھر ''مہرِ مثل'' لازم ہوگا یعنی جو اس کے خاندان کا مہر ہے وہ دیا جائے اور خاندانی مہر جو ہیں کہیں پانچ ہزار کہیں زیادہ ہیں کہیں کم ہیں اور دس درہم سے کم تو ہو نہیں سکتا۔ وہ جو بتیس روپے ہیں تو یہ اس وقت ہوتا ہوگا جب روپیہ ایسا روپیہ نہیں تھا بلکہ چاندی کا ہوتا ہوگا اس وقت ہوتا ہوگا اب وہ بتیس روپے نہیں ہوگا۔ مہرِ فاطمی جو ہے وہ بھی بتیس سے بہت زیادہ ہے تو اگر مہر کا ذکر بالکل نہ ہو نکاح میں تو مہرِ مثل ہو جائے گا دیکھا جائے گا کہ پھوپھی کا کیا ہے اس کی خالاؤں کا کیا ہے وہ مہر واجب کر دیا جائے گا مہر ہی نہ ہو تو یہ نہیں ہوسکتا مہر ہوگا ضرور، یہ نہیں کہا جاسکتا نکاح میں کہ مہر ہے ہی نہیں بلکہ یہ کہا جائے گا کہ مہر ہے اب کتنا ہے......وہ دس درہم سے زیادہ ہونا چاہیے کم نہ ہو اس سے۔ اگر اس کو کم کرنے کو کہا ہے تو نہیں ہوگا اور اگر یہ کہیں گے کہ مہر ہی نہیں ہے تو یہ بھی نہیں مانی جائے گی بات، ایسی بات اُن کی ناواقفیت اور جہالت پر محمول کی جائے گی۔

مہر بہت زیادہ رکھنا پسند نہیں کیا گیا :

اب کتنا ہو اس کی کوئی حد نہیں ہے لیکن یہ پسند نہیں کیا گیا شریعت مطہرہ میں کہ مہر کو بہت بڑھا دیا جائے۔ یہ پسند نہیں کیا گیا **لا تغال فی الصَّدُقات** مہر میں گرانی نہ ہونی چاہیے اس سے نقصانات ہوں گے بعد میں۔ بعض دفعہ اچھے رشتے آتے ہیں یعنی لڑکے اچھے ہیں اور مہر گراں رکھنے کا اندیشہ ہے تو وہ رشتے نکل جائیں گے اور..........اور کہیں ایسے بھی ہوگا کہ آپ نے تو مہر بڑھا دیا لیکن آپ کا جو دوسرا چھوٹا سگا بھائی ہے اس کی حیثیت وہ نہیں ہے اس کو اپنے ہاں شرمندگی محسوس ہوگی۔

غریب اَور اَمیر ہر آدمی سنت پر عمل کر سکتا ہے :

تو شریعت مطہرہ میں وہ چیزیں قانون بنائی گئی ہیں یا اصول بنائے ہیں یا اُن باتوں کی تعلیم دی گئی ہے جو ہر ایک کے لیے قابلِ عمل ہوں رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے سونے کا تاج نہیں پہنا کیونکہ سنت پر چلنا بڑا مشکل ہو جاتا کیونکہ پھر سنت پر وہی چل سکتا جس کا سونے کا تاج ہوتا، تخت پر نہیں بیٹھے، پہرہ نہیں دلوایا، پہریدار نہیں کھڑے کیے گئے، زمین پر بیٹھے چٹائی پر بیٹھے اور زندگی گزاری ہے تو بہت سادگی سے **کان یلبس الخَشِن** موٹے کپڑے پہنتے تھے موٹا ہی کپڑا پسند فرمایا، کھانا اس طرح کہ جو آ گیا سامنے وہ آپ نے تناول فرمایا اور کبھی بھی رسول اللہ ﷺ نے کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا۔ **ما عاب رسول اللہ ﷺ طعاما قط ان اشتھاہ اکلہ والا ترکہ** اگر آپ کو اشتہا ہوتی تھی تو

آپ کھا لیتے تھے ورنہ چھوڑ دیتے تھے۔اب یہ الگ بات ہوئی کہ نہیں تناول فرماتے تھے۔تو رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ پاک جو ہے وہ اتنی سادہ ہے کہ اُس پر غریب سے غریب آدمی عمل کرے تو وہ کرسکتا ہے اور اگر امیر اُس پر عمل کرے تو دُنیا اور آخرت دونوں سنور جائیں گی ،امیروں اور غریبوں میں کوئی فرق نہ ہونے پائے گا۔کوئی انقلاب نہیں آئے گا کہ جس میں چھوٹے بڑے کا اتنا تفاوت ہو جائے کہ نیچے والے پسنے لگیں یا کم تر محسوس کرنے لگیں تو ان کی طبیعت اُبھرتی ہے اور وہ اُبھار انقلاب کا باعث بن جاتا ہے۔اسلام میں یہ صورت ہی نہیں ہے۔رسول اللہ ﷺ کے پاس دولت کی کوئی کمی نہیں رہی لیکن پھر بھی یہی حال تھا کہ گھر میں ایک جگہ کھانے کو پوچھوایا کہا کہ نہیں ہے دوسری جگہ پوچھوایا جواب ملا کچھ نہیں ہے۔کسی گھر میں کھانے کے لیے نہیں ہے، ہوتا یہ تھا کہ آیا اور آپ نے وہ بانٹ دیا۔

سونے کی تقسیم :

ایک دفعہ کہیں سے سونا آ گیا تو وہ بانٹا آپ نے پھر عصر کی نماز پڑھی نماز پڑھتے ہی بس ایک دم آپ اندر گھر میں تشریف لے گئے ،جب تشریف لائے تو صحابہ کرامؓ دیکھ رہے تھے کہ یہ کیا بات ہوئی ہے وجہ کیا ہوئی ہے خلافِ عادت جو کام آپ کریں تو وہ باعثِ تشویش ہوتا تھا صحابہ کرامؓ کے لیے تو آپ نے فرمایا کہ بات یوں ہوئی تھی میں تمہیں جانے کی وجہ بتاؤں میں دیکھ رہا ہوں کہ جیسے تم دریافت کرنا چاہتے ہو کہ وجہ کیا ہوئی تھی؟ تو وجہ یہ ہوئی تھی کہ میرے پاس ایک سونے کا ٹکڑا تھا وہ گھر میں رہ گیا تھا تو میں جا کر اُسے کہہ کر آیا ہوں کہ اُسے تقسیم کر دیں۔کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ رات کو میرے پاس رہ جائے تو وہ میرے لیے باعثِ تشویش ہوگا کہ میں نے کیوں نہیں بانٹا۔تو ایک مالدار آدمی اگر عمل کرنا چاہے سنت پر تو اس کے لیے جناب رسول اللہ ﷺ کا جو طریقہ ہے کہ اپنی ضرورت سے زائد چیز دوسروں کا خیال رکھتے ہوئے خرچ کرتے رہنا اور یہ ایسی چیز ہے کہ جو اسلام میں تقریباً عام رہی ہے۔

تیرہ سو سالہ اِسلامی دَور میں بدحالی نہیں آئی :

اور اسلام میں بدحالی نہیں آئی۔یہ تیرہ سو سال کا جو عہد گزرا ہے ۱۳۴۰ھ تک تقریباً ،یہ ترکی سلطنت رہی ہے اس میں بدحالی نہیں آنے پائی،اگر بدحالیاں آئیں ہوتیں تو پھر انقلابات آئے ہوتے۔یہ انقلاب تو سازشوں سے آئے ہیں ہندوستان چلا گیا تو بعد میں برطانیہ نے یہاں پاؤں جما لیے اور یورپ کی تمام طاقتیں تُرکی کے پیچھے پڑی ہوئی تھیں اور ایک عرصہ سے اسے ختم کرنا چاہتی تھیں اُنھوں نے پھر تدبیریں کیں اور اس طرح سے حکومتِ ترکیہ کو ختم کیا ورنہ یہ جتنی حکومتیں مصر،لیبیا اور سوڈان وغیرہ ہیں یہاں سب ترکی حکومت تھی۔

بعض اِسلامی تعلیمات فطرت کا حصہ ہوگئیں :

تو آقائے نامدار ﷺ نے جو نظام دیا وہ مسلمانوں کی فطرت بن گیا چنانچہ خرچ مسلمان زیادہ کرتا ہے بہ نسبت غیر مسلم کے ۔ یہ الگ بات ہے کہ اُسے فضول خرچی کی طرف لگا دیا جائے کسی غلط کام کے لیے ورنہ خرچ کرنے کا جہاں تک تعلق ہے وہ غیر مسلم سے زیادہ خرچ کرتا ہے۔ زکوٰۃ اُس پر رکھ دی گئی فطرانہ اُس پر رکھ دیا گیا پھر پڑوس کا غریبوں کا خیال کرنا وغیرہ پھر ایک چیز فیاضی کی بھی چلی آرہی تھی بادشاہ بھی اپنے خزانے خالی کرتے رہتے تھے۔ اور پھر رعایا میں بھی یہی ترتیب تھی کہ ہر بڑا چھوٹے کو دیتا تھا تو یہ ایک نظام ایسا چلا جو غیر محسوس طور پر بس فطرت بن گیا تو اس میں بدحالی کا اور ایسے تفاوت کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

یہ بات بھی فطرت کا حصہ بن گئی :

ایک اور بات مثال کے طور پر کہتا ہوں کہ اسلام نے یہ تعلیم دی ہے کہ کسی غیر مسلم کو نہیں مارنا جو ہمارے ہاں رہتا ہو اس کو نہیں مارنا۔ اب آپ دیکھ لیں فرق یہاں کا اور ہندوستان کا اور اسپین کا ۔ اسپین میں انہوں نے کوئی مسلمان نہیں چھوڑا نسل کشی کی ہے، ہندو ہندوستان میں نسل کشی کرتے ہیں یہ نہیں کہ قصوروار کو مارا گیا اسلام نے یہ بتلایا کہ قصوروار کو مارو جس کا قصور نہیں ہے اُسے نہیں مارنا۔ اور اگر جنگ ہورہی ہے اور لڑائی ہورہی ہے تو بھی اُنھیں مارنا ہے جو لڑ سکتے ہیں۔ بوڑھوں کو نہیں مارنا، بچوں کو نہیں مارنا، عورتوں کو نہیں مارنا، معذوروں کو نہیں مارنا، بیماروں کو نہیں مارنا، عبادت گزاروں کو نہیں مارنا، جو لڑ سکتے ہیں جوان ہیں بس اُنھیں مارنا ہے باقی کو نہیں ۔تو ان کے ہاں یہ نہیں ہے بس نسل کشی ہے۔ ہندوستان میں نسل کشی ہے بچوں کو دودھ پیتے بچوں کو عورتوں سے چھین کر مارا ہے اور اتنی دفعہ فساد ہوتے ہیں جب سے تقسیم ہوئی ہے ہند کی، کہ جس کا شمار نہیں کیا جاسکتا اور یہاں ہندو بس رہے ہیں آرام سے، سندھ میں کوئی کچھ نہیں کہتا کبھی خبر بھی نہیں سُنی ہوگی فساد کی، یہ بھی نہیں معلوم لوگوں کو کہ یہاں ہندو ہیں اور یہ قانون اسلام نے بتلایا کہ وہ ہمارے ذمہ ہیں جن کی جان کی بھی مال کی بھی حفاظت کرنا ہے اور اِنھیں کچھ نہیں کہنا اور یہ فطرت بن گئی مسلمان کی۔

تو آقائے نامدار ﷺ نے مہر وغیرہ جو رکھے ہیں اور اُصول بنائے ہیں تو وہ نہیں بتائے کہ جن پر خاص لوگ یا بڑے لوگ عمل کر سکیں یا یہ فرمادیا ہو کہ بڑے لوگ جو ہیں وہ ایسے کریں ٹھاٹ باٹ کے ساتھ ان کے لیے اجازت دے دی گئی ہو اور جو چھوٹے لوگ ہیں اُن کو سادگی سے کرنے کو فرمایا ہو، نہیں نہیں، سب کو فرمایا سادگی سے کرو تب ہی یکسانیت رہ سکتی ہے جیسے نماز میں کھڑے ہوتے ہیں رئیسِ اعظم کھڑا ہے اور دوسرا چوکیدار کھڑا ہے چپڑاسی برابر کھڑا ہے۔ تو اسی طریقہ پر تمام چیزیں رہنی چاہئیں۔ یہ سعودی عرب یا دوسری ریاستیں جتنی بھی عرب ریاستیں ہیں ان سب میں (اس قسم کا) تکبر نہیں

ملے گا یعنی بڑے سے بڑے آدمی کے پاس آپ بے تکلف جاسکتے ہیں وہ کھڑا بھی ہوگا وہ اچھی طرح ملے گا تو یہ اسلامی اخلاق ہیں تو بات یہ چل رہی تھی کہ انہوں نے (یعنی اُم سلیم نے) مہر ہی معاف کر دیا تھا یہ ابتدائے اسلام کی بات ہے ورنہ مہر کا مسئلہ یہ ہے کہ مہر مثل ہو جائے گا اگر ذکر ہی نہیں کیا کسی نے ورنہ جتنا ذکر کیا گیا اتنا واجب ہو جائے گا اور اگر کوئی کہتا ہے مہر ہی نہ ہو تو یہ غلط ہے یہ نہیں ہوگا۔

جنتی خاتون :

آقائے نامدار ﷺ نے ان عورت کو جو اتنا بڑا درجہ رکھتی ہیں ارشاد فرمایا کہ میں نے ان کو جنت میں دیکھا ہے۔

نبی کا خواب بھی وحی ہوتا ہے :

اور رسول اللہ ﷺ کا خواب جو ہے وہ بھی وحی ہے۔ انبیاء کرام کا خواب وہ بھی وحی ہوتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا کہ بیٹے کو ذبح کر رہا ہوں تو بس وہی ذبح کر دیا اور اس پر اللہ نے یہ نہیں پُوچھا ان سے کہ یہ تم نے کیوں کیا بلکہ تعریف کی ان هذا لهو البلاء المبين یہ بہت بڑی آزمائش ہے، دیکھا انہوں نے خواب تھا رای فی المنام تو خواب جو ہے انبیاء کرام کا وہ وحی ہے تو گویا رسول اللہ ﷺ کو یہ بتلایا گیا کہ یہ عورت جو ہیں یہ جنتی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے آگے کچھ کھڑ کھڑاہٹ سی سُنی جیسے کوئی چل پھر رہا ہو تو میں نے دیکھا اچانک تو وہ بلالؓ ہیں جو اَب حضرت بلالؓ جو قابلِ ذکر بھی نہیں غلام ہیں رنگ بھی سیاہ لیکن اللہ کو پسند ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے گویا اُن کے جنتی ہونے کی بشارت دی ہے۔ تو اسلام کسی کو کوئی درجہ نہیں دیتا، درجہ دیا ہے تو ایمان کو دیا ہے معرفت کو دیا ہے اور اسلام پر چلنے کو دیا ہے باقی کسی چیز کو کوئی درجہ اللہ تعالیٰ کے یہاں حاصل نہیں کلکم بنو آدم سب کے سب بنو آدم ہیں چاہے آقا ہے چاہے غلام اور پسند کرنے کا معیار یہ ہے ان اکرمکم عنداللہ اتقکم جس میں تقوٰی زیادہ ہے وہ خدا کے نزدیک زیادہ قابلِ حترام ہے اُس کا درجہ اللہ کے نزدیک بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان حضرات کا آخرت میں ساتھ نصیب فرمائے۔ آمین۔ اختتامی دُعاء............